۱۰۔ تحقیق نگار کو چاہیے کہ دورانِ تحقیق پیش آنے والی مشکلات اور تھکان سے دلبرداشتہ اور پست ہمت نہ ہو، اس لیے کہ شہد کی مٹھاس سے لطف اندوز ہونے کے لیے شہد کی مکھی کے ڈنک سہنے پڑتے ہیں اور دوشیزہ کو پیغامِ نکاح دینے والے کو مہر کی گرانی برداشت کرنی ہی پڑتی ہے۔

تحقیق کی زبان اور اسلوب:

۱۔ جہاں تک ممکن ہو متکلم کی ضمائر (میں، ہم وغیرہ) سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ایسی عبارات سے بھی گریز کیا جائے جن سے اپنی ذات کے اظہار یا تعلّی کا تاثر ملے، جیسے: ''میرا یہ نظریہ ہے'' یا ''میں اس تحقیق پر پہنچا ہوں''۔ اس کے بجائے یوں کہا جائے: ''تحقیق نگار کا یہ نظریہ ہے'' اور ''تحقیق نگار اس نتیجے پر پہنچا ہے''۔

۲۔ ایسا اسلوب اختیار کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جس سے فخر و غرور اور عجب و خود پسندی جھلکتی ہو، اسی طرح ایسی باتوں سے بھی بچے جس سے اپنے عمل، ذات، محنت اور تحقیق کی راہ میں مشکلات کے بارے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہو، جیسے:

''اپنے طویل تجربے اور تحقیق کی بنیاد پر میرا یہ یقین ہے...'' یا ''نہایت غور و فکر اور سخت جد وجہد کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں...''

اس کے بجائے یوں کہا جائے: ''تحقیق نگار پر یہ بات ظاہر ہوئی...'' یا اس طرح کہا جائے: ''پہلے جو کچھ ذکر ہو چکا ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے...'' یا یوں کہے: ''اس ساری تحقیق سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ...''

۳۔ تمسخرانہ انداز، رکیک جملوں اور کسی کے افکار پر کیچڑ اچھالنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

۴۔ تحقیق کو فصیح زبان میں املا و لغت کے قواعد کی رعایت کے ساتھ تحریر کیا جائے۔ ایسے موزوں الفاظ کا انتخاب کیا جائے جو معنٰی کی گہرائی اور حسن کو نکھار کر سامنے لائیں۔ اسلوب ایسا سہل، واضح اور

www.alghanipublisher.com